بین الاقوامی مذہبی آزادی پر امریکی کمیشن (USCIRF) محکمہ داخلہ سے الگ تھلگ اور جداگانہ حیثیت کا حامل ایک ادارہ ہے۔ یہ امریکی کانگرس کا تشکیل کردہ خود مختار اوردو پارٹیوں پر مشتمل امریکی حکومت کا ایک مشاورتی ادارہ ہے جو عالمی سطح پرمذہبی آزادی پر نظر رکھتا ہےاور صدر، وزیر داخلہ اور کانگریس کو حکمت عملی کے بارے میں سفارشات پیش کرتا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) ، انسانی حقوق کےعالمی اعلامیہ اور دیگر بین الاقوامی دستاویزات میں فراہم کردہ معیار کی بنیاد پر ہمارے قانونی منشور پر سفارشات مرتب کرتا ہے۔ 2016 کی سالانہ رپورٹ موجودہ بدعنوانیوں پر کمشنروں اور پیشہ ورعملہ کے اراکین کی سال بھر کی کوششوں کے نتائج پیش کرتی ہے اور امریکی حکومت کو آزادانہ حکمت عملی کی تجاویز دیتی ہے۔ 2016 کی سالانہ رپورٹ 01 فروری 2015 تا 29 فروری 2016 کے عرصہ کا احاطہ کرتی ہے، تاہم اس عرصہ کے بعد رونما ہونے والے چند ایک نمایاں واقعات کا ذکر بھی اس میں شامل کیا گیا ہے۔

پاکستان

اہم معلومات: سال 2015 کے دوران حکومت پاکستان کی جانب سے مذہبی آزادی کی آڑ میں سنگین خلاف ورزیوں کا ایک منظم انداز میں ارتکاب اور برداشت کا تسلسل متواترجاری رہا ہے۔ مذہبی لحاظ سے امتیازی قانون سازی اور دستوری قانونی دفعات، مثال کے طور پر ملک کے اندر توعین رسالت اور احمدیوں کے بارے میں قوانین، فطری اعتبار سے بین الاقوامی معیارات کی روشنی میں مذہبی آزادی اور عقیدے کی خلاف ورزی ہیں جو کہ سزائے قید اور قانونی کاروائی پر منتج ہو سکتی ہے۔ غیر سرکاری افراد کی کاروائیوں، بشمول امریکی حکومت کی نامزد کردہ غیر ملکی دہشت گرد تنظیمات مثال کے طور پر تحریک طالبان پاکستان (پاکستانی طالبان) نے تمام پاکستانیوں اور مجموعی طور پر ملکی سلامتی کو مسلسل خطرے سے دوچار کیےرکھا ہے۔ مذہبی اقلیتوں پر مشتمل افراد، بشمول شیعہ اور احمدی مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کو دہشت گرد تنظیموں اور معاشرے کے افراد سے انفرادی طور پرمذہبی منافرت اور دیرینہ فرقہ وارانہ تشدد کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس طرح کے تشدد کا ممکنہ ہدف بننے والے افراد کو حکومت کی طرف سے مناسب تحفظ فراہم کرنے یا جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف قانونی کاروائی میں ناکامی کی وجہ نے سزا سے برائیت کی جڑوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ صوبائی نصابی کتب میں مذہبی اقلیتوں کے خلاف امتیازی مواد کی موجودگی، جبراً مذہب تبدیل کروانے کے واقعات اور ہندو وعیسائی عورتوں اور لڑکیوں کے ساتھ شادیاں نمایاں قسم کے خدشات رہے ہیں۔ گزشتہ دو سالوں کے دوران حکومت پاکستان نے مذہبی آزادی سے متعلق قابل اعتراض خلاف ورزیوں کے سد باب کے سلسلہ میں اگرچہ چند ایک اقدامات لیے ہیں لیکن پھر بھی وہ منظم تبدیلیوں کوعملی طور پر متشکل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس بنیاد پر یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) ایک بار پھر تجویز کرتا ہے کہ بین الاقوامی مذہبی آزادی کے ایکٹ (USCIRF) کے تحت، جیسا کہ سال 2002 سے مسلسل سفارش کی جاتی رہی ہے، پاکستان کو سال 2016 میں ایک بار پھر"غیر معمولی تشویش کا حامل ملک" یا سی پی سی قرار دیا جائے۔

پس منظر

پاکستان 190 ملین افراد کی آبادی پر مشتمل مذہبی اور نسلی اعتبار سے ایک مختلف نوعیت کا ملک ہے۔ 1998 میں منعقد ہونے والی مردم شماری کے مطابق 95 فی صد آبادی کی نشاندہی بطور مسلمان ہوئی ہے جس میں 75 فی صد سنی جبکہ 25 فی صد شیعہ ہیں۔ باقی پانچ فی صد افراد غیر مسلم مذاہب کے پیروکار تھے جن میں عیسائی، ہندو، پارسی/آتش پرست، بہائیز، سکھ، بدمت کے پیروکار اور دیگر افراد شامل ہیں۔ تاہم شیعہ مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے گروپوں کا خیال ہے کہ ان کی آبادی مردم شماری میں ظاہر کردہ تعداد سے زیادہ ہے۔ ایک اندازے کے

مطابق دو تا 4 میلن احمدی اپنے آپ کو مسلمان تصور کرتے ہیں لیکن پاکسانی قانون ان کی اس حیثیت کو تسلیم نہیں کرتا۔

پاکستان میں مذہبی آزادی کا ماحول مذہبی لحاظ سے امتیازی نوعیت کی دستوری دفعات اور قانون سازی بشمول توعین رسالت کے قوانین کی وجہ سے عرصہ دراز سے خراب رہا ہے۔ پاکستان کی حکومت کئی سالوں سے اقلیت و اکثریت دونوں سے تعلق رکھنے والے شہریوں کو فرقہ وارانہ اور مذہبی منافرت کی بنیاد پر تشدد سے تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ پاکستانی حکام جرم کا ارتکاب کرنے والے افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لانے یا معاشرے کے ان کرداروں کے خلاف کاروائی کرنے میں مسلسل ناکام رہے ہیں جو تشدد کی ترغیب دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں، امریکہ کی طرف سے دہشت گرد قرار دی جانے والی تنظیمیں، مثال کے طور پر پاکستانی طالبان، حکومت کے لیے سلامتی کے حوالہ سے ایک نمایاں خطرہ ہیں جو شہری آبادی، حکومتی دفاتر اورفوجی مقامات کو نشانہ بنا رہے ہیں۔

گزشتہ کئی سالوں کے دوران، وزیراعظم نوازشریف اوران کی پارٹی نے ایسے ہی چند ایک مسائل کے سد باب کے سلسلہ میں اقدامات لیے ہیں۔ دسمبر 2014 میں پاکستانی طالبان کی طرف سے آرمی اسکول پر حملہ کے بعد جس میں 130 بچوں کو قتل کر دیا گیا تھا، حکومت نے دہشت گردی، اقلیتوں پر حملوں اور تشدد کی ترغیب دینے والی نفرت انگیز تقاریر و تحریروں کے سدباب کے لیے ایک 20 نقاطی نیشنل ایکشن پلان (این اے پی) کا اعلان کیا تھا۔
نومبر2015 میں حکومت نے انسانی حقوق کی وزارت (ایم اوایچ آر) کو وزارت قانون و انصاف (ایم اوایل جے) سے علیحدہ کر دیا تھا۔ ایم او ایل جے کو تفویض کردہ اختیارات میں انسانی حقوق کی شکایات کے خلاف ریاست کا دفاع کرنا شامل ہے جو کہ ایک ایسا اقدام ہے جو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے سدباب کے حوالہ سے جس میں ریاستی خلاف ورزیاں بھی شامل ہیں، ای او ایچ آر کو تفویض کردہ اختیارات سے متصادم ہو سکتا ہے۔ مئی 2015 میں حکومت نے ملک کے سب سے پہلے نیشنل کمیشن فار ہیومن رائیٹس کو چھان بین کرنے اور کاروائی کرنے کا اختیار دیا لیکن اس کو بجٹ فراہم نہیں کیا گیا۔ مئی 2014 میں سپریم کورٹ نے وفاقی حکومت کو حکم جاری کیا تھا کہ وہ مذہبی اقلیتوں کے تحفظ کے لیے خصوصی پولیس فورس قائم کرے اور تعصب پر مبنی اسکولوں کے نصاب پر نظرثانی کرے لیکن حکومت نے ان دونوں معاملات پر کوئی پیش رفت نہیں دکھائی۔ مجموعی طور پر حکومت کی طرف سے ایسے اور دیگر اقدامات پرعملی کاروائی رکی ہوئی ہے۔ معاشرے کے اندر پر تشدد اوردہشت گردی کی سرگرمیاں جاری ہیں جبکہ بنیادی طور پرامتیازی قوانین موجود ہیں۔

مارچ 2015 میں یوایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کے وفد نے کمشنر کی سطح پر پاکستان کا اپنا سب سے پہلا دورہ کیا۔ کمشنرز نے اعلی منصب پر فائز پاکستانی اہلکاروں کے ساتھ ملاقات کی جن میں قومی سلامتی کے مشیر سرتاج عزیز کے علاوہ وزارت داخلہ اور خارجہ امور کے اہلکار بھی شامل تھے۔ دردناک المیہ یہ ہے کہ جس دن یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کا وفد پاکستان سے روانہ ہوا پاکستانی طالبان سے وابستہ خودکش حملہ آوروں نے اسی دن لاہور میں واقع گرجا گھروں پر حملہ کر دیا۔

مذہبی آزادی کے حالات 2015-2016

توعین رسالت کے قوانین: پاکستان کے ضابطہ فوجداری کی سیکشن 295 اور 298 کسی بھی ایسے عمل اور تقریرجومذہب یا مذہبی عقیدے کی توعین یا قرآن کی بے حرمتی کرتی ہو کوقابل سزا ٹھہراتی ہے۔ یہ قوانین بنیادی طورپر مذہبی آزادی اور عقیدے کے بارے میں بین الاقوامی معیارات کی خلاف ورزی کرتےہیں کیونکہ یہ افراد کے مقابلہ میں عقائد کو تحفظ دیتے ہیں۔ الزام عائد کرنے والوں کو اس بارے میں کوئی شہادت فراہم کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کہ توعین رسالت کا واقعہ رونما ہوا ہے جو کہ جھوٹا الزام عائد کرنے سمیت بدسلوکی پر منتج ہوتا ہے۔ جھوٹے الزامات عائد کرنے کے بارے میں کوئی سزائیں موجود نہیں ہیں تاہم ضابطہ فوجداری کی دیگر دفعات کے

اندر یہ موجود ہیں۔ علاوہ ازیں، یہ قانون سخت قسم کی سزائیں تجویز کرتا ہے جن میں موت یا عمر قید شامل ہیں اور ان کا اطلاق مذہبی اقلیتوں کے خلاف کیا جا چکا ہے جن میں عیسائی، ہندو، احمدی اور شیعہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ سنی مسلمان بھی شامل ہیں۔ یو ایس سی آئی آر ایف **(USCIRF)** اس بات سے آگاہ ہے کہ پاکستان میں اس وقت تقریباً 40 افراد کو سزائے موت ہو چکی ہے یا وہ توعین رسالت کی وجہ سےعمرقید کی سزا کاٹ رہے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق پاکستان کے اندرتوعین رسالت کے دو تہائی واقعات صوبہ پنجاب میں پیش آتے ہیں جہاں پر مذہبی اقلیتوں کی ایک کثیر تعداد رہائش پذیر ہے۔ اگرچہ الزام عائد ہونے اور سزا دیے جانے والے افراد میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے لیکن مذہبی اقلیتیں ملکی آبادی کے اندر اپنی فی صد تعداد کے لحاظ سے غیر متناسب طور پر توعین رسالت کے الزامات اور گرفتاریوں کا نشانہ بنتی ہیں۔ نیشنل کمیشن فار جسٹس اینڈ پیس کے مطابق جو کہ ایک غیر سرکاری ادارہ ہے، سال 2014 میں 105 افراد پر توعین رسالت کا الزام عائد کیا گیا تھا: 11 احمدی، 7 عیسائی، 5 ہندو اور 82 مسلمان۔ فروری 2015 میں پنجاب کے محکمہ استغاثہ اور صوبائی عدالتوں نے اعلان کیا کہ انہیں توعین رسالت کے 262 مقدمات موصول ہوئے ہیں جو کہ مقدمہ چلائے جانے کے انتظار میں ہیں اور سفارش کی کہ 50 مقدمات پر نظر ثانی کرکے انہیں منسوخ کر دیا جائے کیونکہ شکایت کندگان نے ملزمان کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ نظر ثانی میں کسی بھی مذہبی اقلیت کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔

اس اطلاعی عرصہ کے دوران پاکستان کی سپریم کورٹ نے، آسیہ بی بی جو کہ ایک عیسائی عورت ہے، جس پر سال 2010 میں اپنے ساتھ کام کرنے والے ایک شخص کے ساتھ جھگڑا ہونے پر توعین رسالت کا الزام عائد کیا گیا تھا، کی سزا کو اس وقت تک معطل کر دیا ہے جب تک اس کی اپیل کی سماعت نہیں ہو جاتی۔ وہ اب تک جیل میں ہے، اس کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور اکتوبر 2015 میں اس کو لاحق حفاظتی خدشات کے پیش نظر دوسروں سے الگ کر دیا گیا تھا۔ ممتاز قادری کو29 فروری 2016 کو پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر، جنہوں نے آسیہ بی بی کی حمایت میں بات کی تھی، کو قتل کرنے کی وجہ سے پھانسی کی سزا دے دی گئی تھی۔ گزشتہ سال کے دوران سال 2011 میں قتل ہونے والے شہباز بھٹی، جو کہ ایک عیسائی اور اقلیتی امور کے وزیرتھے اورتوعین رسالت کے قانون میں اصلاح کی بات کی تھی کے قاتلوں پر مقدمہ چلانے میں کوئی پیش رفت نظر نہیں آئی۔

جنوری 2016 میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین، محمد خان شیرانی نے حکومت سے کہا کہ وہ نظر ثانی کے لیےتوعین رسالت کا قانون اس کی کونسل کو پیش کرے۔ اسلامی نظریاتی کونسل ایک دستوری ادارہ ہے جو پاکستانی حکومت کو مشورہ دیتا ہے کہ آیا کوئی قانون سازی اسلام اوراسلامی قانون سے ہم آہنگ ہے۔

احمدی مخالف قوانین: احمدیوں پر سخت قسم کی قانونی بندشیں عائد کر دی گئی ہیں اور وہ سرکاری سطح پر امتیازی سلوک کا شکار ہیں۔ ستمبر 2014 کو پاکستان کے دستور کی دوسری ترمیم کی 40 سالگرہ منائی گئی جس کے مطابق اس میں تبدیلی کے ذریعے احمدیوں کو "غیرمسلم" قرار دیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں، ضابطہ فوجداری کی سیکشن 298 کی ذیلی دفعات بی اور سی کے تحت احمدیوں کے لیے اپنے آپ کو مسلمان کہنا، مذہبی تبلیغ کرنا، نشر و اشاعت کرنا یا اپنے عقیدہ کی تشہیرکرنا یا اپنی عبادت کے مقامات کو مساجد کا نام دینا ایک مجرمانہ فعل ہے۔ انہیں ووٹ دینے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

نومبر2015 میں صوبہ پنجاب میں جہلم کے مقام پرایک ہجوم نےایک فیکٹری کو جو کہ احمدی برادری کی ملکیت تھی نظر آتش کر دیا تھا۔ رپورٹ کے مطابق ہجوم نے اس وقت فیکٹری پرحملہ کیا جب ایک شخص نے جو کہ اس فیکٹری میں کام کرتا تھا قرآن کریم کی بے حرمتی کی۔ اس کے اگلے دن قریب ہی واقع ایک احمدی مسجد کو لوٹ کرکے نظر آتش کر دیا گیا۔ فیکٹری پر حملہ کرنے کے الزام میں تین افراد کو گرفتار کیا گیا تھا لیکن یہ رپورٹ مرتب کرنے کے عرصہ کے دوران مزید کوئی بھی معلومات دستیاب نہ تھیں۔

جنوری 2016 میں صوبہ پنجاب کے اندر شکور شکور نامی ایک شخص جو کہ ربوہ میں ایک اسٹور کا مالک اورعینک ساز تھا اسکو توعین رسالت کے الزام میں پانچ سال اور دہشت گردی کے الزامات میں تین سال سزائے قید ہوئی جو کہ متواتر کاٹنی تھی اورجوقرآن کی کاپیوں کی فروخت اوراحمدیہ مطبوعات کی تشہیرکے ذریعہ احمدی مسلم مذہب کو پھیلانے کی وجہ سے تھی۔ اس کے اسٹور کا مینیجر، مظہر سپرا، جو کہ ایک شیعہ مسلمان تھا اس کو بھی دہشت گردی کے الزامات میں 5 سال سزائے قید ہوئی تھی۔ دونوں نے اپنی سزاؤں کے خلاف اپیل دائر کی ہے۔

تعلیم: صوبائی نصابی کتب میں مذہبی اقلیتوں کے خلاف امتیازی مواد نمایاں خدشے کا سبب رہا ہے۔ سال 2016 کے ابتداء میں یو ایس سی آئی آر ایف **(USCIRF)** نے ایک نئی رپورٹ "پاکستان میں عدم رواداری کی تدریس" جاری کی۔ عوامی کتب میں مذہبی تعصب، "2011 کی تحقیق کی پیروی کے طور پر، نقاط کو آپس میں ملانا: پاکستان میں تعلیم اور مذہبی تفریق۔" سال 2016 کی رپورٹ سے واضح ہوا ہے کہ 2011 کی رپورٹ میں نمایاں کردہ 16 دقت طلب اقتسابات کو نکال دیا گیا تھا جبکہ 70 نئے غیر متحمل یا تعصب پر مبنی اقتسابات کو شامل کر دیا گیا ہے۔ ان اقتسابات میں سے اٹھاون کا تعلق بلوچستان اور سندھ کے صوبوں میں استعمال ہونے والی نصابی کتب سے تھا جبکہ 12 کا تعلق پنجاب اور خیبر پختونخواہ کے صوبوں سے تھا۔ مجموعی طور پر رپورٹ کے ذریعے ظاہرہوا کہ پاکستان کی نصابی کتب غیر مسلموں اوراسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے بارے میں مسلسل تعصب اور بد اعتمادی کی تدریس کر رہی ہیں اور انہیں کم تر بنا کر پیش کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں، پاکستان کی نصابی کتب غیر مسلموں کو غیر پاکستانی یا پاکستان کے دشمنوں کے لیے نرم گوشہ رکھنے والوں کے طورپر پیش کرتی ہیں۔ یہ پاکستانی عیسائیوں کو یورپی باشندے یا انگریز نوآبادیاتی جابر اورپاکستانی ہندوؤں کو ہندوستانی خیال کرتی ہیں۔ اس طرح کی تصویر کشی پہلے ہی سے موجود معاشرتی تناؤ کی آگ میں مزید اضافہ کرتی ہےاور پاکستان کی مذہبی اقلیتی برادریوں کے لیے منفی فضا تیارکرتی ہے۔

مذہب کی جبراً تبدیلی: نوجوان عیسائیوں اورہندو لڑکیوں اورعورتوں کو جبراً اسلام قبول کروانا اور ان کے ساتھ جبری شادی کرنا ایک منظم مسئلہ ہے۔ اکتوبر2014 میں پاکستان میں موجود عورت فاؤنڈیشن نے رپورٹ کیا ہے کہ ہرسال 18 سال سے کم عمرتقریباً 1,000 لڑکیوں کو زیادہ ترجبری شادی اورجبری مشقت کے ذریعے جبراً اسلام قبول کروایا جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ان معاملات میں پولیس پر پڑنے والا عوامی دباؤ اکثر اوقات غیر مناسب اور تعصب پر مبنی تحقیقات کا سبب بنتا ہے، لڑکیوں اور ان کے اہل خانہ کو یہ کہنے کے لیے کہ انہوں نے خود اپنی مرضی سے مذہب قبول کیا ہے ڈراؤ دھمکاؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہندو اور عیسائی عورتیں خاص طور پراس طرح کے جرائم کا نشانہ بنتی ہیں۔ پاکستانی قانون، ماسوائے ایک صوبے کے، ہندو شادیوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ فروری 2016 میں صوبہ سندھ میں ایک قانون پاس کیا گیا جس کے تحت ہندو برادری کو سرکاری طور پر اپنی شادیاں رجسٹرڈ کروانے کی اجازت دی گئی۔ اس قانون کا اطلاق ماضی پر بھی ہوتا ہے جس کے ذریعہ پہلے سے شادی شدہ جوڑوں کو اپنی شادی رجسٹرڈ کروانے کی اجازت ہے۔ بتایا گیا ہے کہ نیشنل اسمبلی ایک بل لانے پرغور کر رہی ہے جس کا اطلاق پورے ملک میں ہندوؤں کی شادیوں پرہو گا۔ عیسائی شادیوں کو میرج ایکٹ 1872 کے تحت تسلیم کیا گیا ہے۔

با ہدف فرقہ وارانہ تشدد: پاکستان میں کئی ایک دہشت گرد گروپ سرگرم عمل ہیں جو کہ علاقہ، ملک اور اس کے عوام، خاص طور پرمذہبی اقلیتوں کی سلامتی اوران کے استحکام کے لیے شدید خطرے کا سبب ہیں۔ حکومتی اور عسکری مقامات پرحملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستانی طالبان مذہبی اقلیتوں اور سنی مسلمانوں کے لیے جوان کے مذہبی اور سیاسی مقاصد کی مخالفت کرتے ہیں، ایک بڑی ایذا رسانی کا سبب رہے ہیں۔ دسمبر 2015 میں پاکستانی طالبان کے ترجمان محمد خراسانی نے دعوی کیا تھا کہ اس کے گروپ نے سال 2015 کے دوران 136 حملے کیے جن میں 680 سے زیادہ افراد لقمہ اجل بن گئےتھے۔

اس سے قبل سال 2014 میں متواترحملوں کی وجہ سے پاکستانی طالبان کے ساتھ امن کے لیے بات چیت کی کوشش ناکام ثابت ہوئی جس کے سبب پاکستانی فوج کی طرف سے کاروائی شروع ہوئی جو اب تک جاری ہے۔ اس طرح کی نمایاں مشکلات کے باوجود، مذہبی اقلیتی برادریوں کا خیال ہے کہ پاکستانی حکومت دہشت گرد تنظیموں مثلاً پاکستانی طالبان کی طرف سے ان کے خلاف ہونے والے پرتشدد حملوں کو روکنے یا حملہ آوروں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے پر رضامند نہیں ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ چند ایک حکومتی اہلکار اور مقامی پولیس پر تشدد کاروائیوں کے بارے میں ہمدردانہ رویہ رکھتے ہیں۔

اس اطلاعی عرصہ کے دوران اقلیتی مذہب کےافراد کو متعدد قسم کی پر تشدد کاروائیوں کا نشانہ بننا پڑا ہے۔ مثال کے طور پر مارچ 2015 میں صوبہ پنجاب کے اندرلاہور کے یوحنا آباد ٹاؤن میں عیسائیوں کے دو گرجا گھروں پر بم پھینکے گئے تھے جس سے کم از کم 15 افراد لقمہ اجل بن گئے اور70 زخمی ہوئے۔ پاکستانی طالبان نے دعوی کیا کہ انہوں نے یہ حملہ کیا ہے جبکہ اگست 2015 میں 5 افراد کو گرفتار کیا گیا۔ مئی 2015 میں جنوبی شہر کراچی میں پاکستانی طالبان کےایک منحرف گروپ نے جس کا نام جنداللہ ہے 43 شیعہ مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔ گزشتہ دو سالوں کے دوران پاکستانی طالبان نے تقریباً 1,000 شیعہ مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔

امریکی حکمت عملی

امریکہ - پاکستان تعلقات عرصہ دراز سے کشیدگی، مایوسی اور بد اعتمادی کا شکار رہے ہیں۔ دو طرفہ تعلقات میں انسانی حقوق اور مذہبی آزادی اعلی ترین ترجیحات میں شامل نہیں رہیں۔ پاکستان نے القائدہ، افغانی طالبان اور اس علاقہ کی دیگر دہشت گرد تنظیموں کےخلاف امریکہ کی جنگ میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ امریکی حکومت افغانستان کی طرف سازوسامان کی نقل و حمل اور زمینی ترسیل کے سلسلہ میں پاکستان پر انحصار کرتی ہے۔ اکتوبر 2015 میں، صدر اوباما نے اعلان کیا کہ ریاست متحدہ افغانستان سے اپنی ملٹری افواج کے انخلاء کو 2017 میں ان کے عرصہ صدارت کے اختتام تک روک دے گی۔ لہذا، پاکستان پر ریاست متحدہ کے انحصارمیں اگلے سال تک تبدیلی آنے کا امکان نہیں ہے۔ علاوہ ازیں، ریاست متحدہ، پاکستان اور چین افغانستان میں قیام امن کی کوششوں میں مصروف عمل ہیں۔ افغانستان کے ساتھ ملکر یہ تینوں ممالک افغان طالبان اور افغان حکومت کے درمیان امن کے لیے ازسرنو مذاکرات شروع کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔

ریاست متحدہ اور پاکستان نے سال 2010 میں معیشت؛ کاروبار؛ توانائی؛ سلامتی، استحکام سے متعلق حکمت عملی اور کیمیائی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ؛ قانون کے نفاذ اور دہشت گردی کے مقابلہ؛ سائنس اور ٹیکنالوجی؛ تعلیم؛ ذراعت؛ پانی؛ صحت؛ مواصلات اورعوامی سطح کی سفارت کاری پر بات چیت کرنے کے لیے اسٹریٹیجک ڈائیلاگ قائم کیا۔ انسانی حقوق بات چیت کےعمل میں شامل نہیں ہیں۔ اگرچہ کچھ عرصہ کے لیے بات چیت کا عمل معطل رہا، تاہم جنوری 2015 میں سیکرٹری کیری وزارتی اجلاسوں میں شرکت کے لیے اسلام آباد تشریف لائے۔

پاکستان کے ساتھ امداد کی فراہمی کا تعلق پیچیدہ اورتغیر پذیر ہے۔ اکتوبر 2009 میں صدر اوباما نے پاکستان کے ساتھ اینحیسنڈ پارٹنرشپ ایکٹ پر دستخط کیے (جس کوکیری لوگربرمن ایکٹ بھی کہا جاتا ہے) جس کے تحت 7.5$ بلین (آئندہ پانچ سالوں کے دوران 1.5$ بلین سالانہ) کی رقم کی غیرفوجی سازوسامان کی شکل میں منظور کی گئی۔ تاہم پہلے سال صرف 1.5$ بلین کی رقم ادا ہوسکی جبکہ اس کے بعد ہر سال مخصوص کردہ رقم اس کا ایک تہائی تھی۔ اس ایکٹ کی معیاد سال 2014 میں اختتام پذیر ہوئی۔ کانگرس نے پاکستان کو فوجی امداد کی فراہمی پر جس کا دارومدار دہشت گردی کی روک تھام کے لیے تعاون ہے، تصدیق کی شرائط عائد کردی ہیں۔ محکمہ خارجہ نے کانگریس کو مطلع کر دیا ہے کہ اوباما انتظامیہ جولائی 2014 میں تصدیق کی شرائط ختم کردے گی۔ تاہم، اگست

2015 میں ریاست متحدہ نے 300$ ملین کی فوجی امداد روک دینےکی دھمکی دی کیونکہ پاکستان نے دہشت گردی کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے زیادہ اقدامات نہیں اٹھائے تھے۔ حالیہ سالوں میں ریاست متحدہ کی طرف سے غیر فوجی امداد میں ڈرامائی انداز کا اضافہ دیکھا گیا ہےجبکہ گزشتہ دہائیوں میں فوجی امداد کی فراہمی میں اتارچڑھاؤ نظرآیا ہے۔ مالی سال 2016 کے دوران پاکستان کوغیر فوجی بیرونی امداد کی صورت میں 800$ ملین سے زیادہ کی رقم فراہم کرنے کا ارادہ ہے۔

سفارشات

مذہب اورعقیدے کی آزادی کے لیےاحترام کو فروغ دینا پاکستان کے اندر ریاست متحدہ کی حکمت عملی کا ایک اہم عنصر ہونا چاہیے، جبکہ پاکستان کی سی پی سی ملک کے طور پر نامزدگی ریاست متحدہ کو اس قابل بنائے گی کہ وہ اصلاحات لاگو کرنے کے لیے اسلام آباد پر مزید مؤثر انداز سے دباؤ ڈالے۔ وہ قوتیں جو مذہبی اقلیتوں اور اکثریتی مذہب کے اراکین کو نشانہ بناتی ہیں پاکستان اور ریاست متحدہ کے لیے انسانی حقوق اور سلامتی کے مسائل پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ یو ایس سی آئی آر ایف **(USCIRF)** تجویز کرتی ہے کہ ریاست متحدہ کو چاہے کہ وہ:

- پاکستان کوعقیدے یا مذہبی آزادی کی منظم انداز سے مسلسل خلاف ورزیاں برداشت کرنے کی وجہ سے بطور سی پی سی ملک نامزد کرے؛

- سی پی سی نامزد کیے جانے کے نتیجہ میں، پاکستانی حکومت کے ساتھ خارج ازفہرست کیے جانے والے اقدامات سے متعلق لازمی طور پر ایک واجب التعمیل معاہدہ کرے اور صدارتی کاروائیوں سے اجتناب کرے؛ اس طرح کا معاہدہ بذریعہ محکمہ خارجہ اور یو ایس ایڈ (USAID) کے طریق کار کے مطابق صلاحیت کار میں اضافہ کرنے کے لیے ریاست متحدہ کے فراہم کردہ وسائل کےذریعے ہونا چاہیے؛

- پاکستانی حکومت پر دباؤ ڈالے کہ وہ سپریم کورٹ کے فیصلے پرعمل درآمود کرتے ہوئے ایک خصوصی فورس تشکیل دے تاکہ مذہبی گروپوں کو تشدد سے محفوظ رکھا جا سکے اورجرم کے مرتکب افراد، ہجوم کی صورت میں حملہ کرنے والے اور دہشت گرد گروپوں کے اراکین دونوں کے خلاف مؤثر قانونی کاروائی کرے؛

- وفاقی اور صوبائی سطحوں پر مذہبی برداشت پر نظر رکھنے والے منفرد حکومتی اداروں کو تسلیم کرے اور انہیں مذہبی آزادی کے بارے میں یو ایس - پاکستان بات چیت کے عمل میں شامل کرنے یا بین الامذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے حکومتی کوششوں کے بارے میں دوطرفہ شمولیت کے لیے خصوصی راستہ تلاش کرے؛

- مذہبی آزادی سے متعلق بین الاقوامی شراکت داروں کے ذریعے خدشات ظاہر کرنے کی خاطراسلام آباد اور مختلف مقامات پر موجود سرکاری اہلکاروں کے ساتھ ملکر کام کرے اور حکومت پاکستان کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ مذہبی آزادی اور عقیدہ کے بارے میں اقوام متحدہ کے خصوصی رپورٹیئر کو ملکی دورے پر آنے کی دعوت دے؛

- حکومتی اسکولوں اور نظام مدارس دونوں سطحوں پر، جس کی نگرانی وزارت مذہبی امور کرتی ہے، ان قومی درسی کتب اور نصابی معیارات کی مؤثر انداز میں حوصلہ افزائی کی جائےجو کہ تمام مذاہب کے اراکین کے لیے برداشت کو فروغ دیتے ہیں؛

- حکومت پاکستان کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ ملک کے اندر مذہبی اقلیتوں کی طرف سے ادا کردہ تاریخی کردار، معاشرے کے لیے ان کی کوششوں، ان کے مساویانہ حقوق اور حفاظت خواہ وہ متوازی یا آزادانہ ہوں، کے بارے میں عوامی معلومات کے لیے ایک مہم کا آغاز کرے اوراس طرح کے موضوعات اجاگر کرنے کے لیے ریاست متحدہ کی عوامی سیاست کاری کے آلات استعمال کرے؛

- حکومت پاکستان اور صوبائی حکومتوں پر زور دے کہ وہ توعین رسالت کا الزام عائد کیے جانے والے تمام افراد کے مقدمات کا ازسرنو جائزہ لے تا کہ غیرمہذب الزامات کا سامنا کرنے والے افراد کو رہا کیا جا سکے، جیسا کہ پنجاب میں ہو رہا ہے، لیکن اس کے باوجود احمدی مخالف اور توعین رسالت کے قوانین کی خلاف ورزیوں کے باعث سزائے قید پانے والے افراد کی رہائی اورغیر مشروط معافی کا مطالبہ بھی کیا جائے؛

- ہندوؤں اورعیسائیوں کی شادیوں کو تسلیم کرنے کا بل منظور کروانے کے لیے پالیمانی امور کے وفاقی اور صوبائی ماہرین کے ساتھ کام کرے۔

- توعین رسالت کے قانون کی منسوخی اور احمدی مخالف قانونی دفعات کو کالعدم قرار دینے کا تقاضا کرے اوران اقدامات کی تکمیل تک حکومت پاکستان پر زور دے کہ وہ توعین رسالت کے قانون کو ایک قابل ضمانت جرم قرار دیتے ہوئے اس کی اصلاح کرے / یا چھوٹے الزامات لگانے والوں کے لیے سزاؤں کا اضافہ کرے یا ضابطہ فوجداری میں موجود اس طرح کی سزاؤں کا اطلاق کرے؛

- اس بات کو یقینی بنائے کہ یو ایس کی سلامتی کے لیے فراہم کردہ امدادی رقم کو پولیس کی مدد کے لیے استعمال کیا جائے تاکہ وہ ایک ایسا مؤثرپلان نافذ کر سکیں جو مذہبی اقلیتوں اور انکی عبادت کے مقامات کے تحفظ کے لیے مخصوص ہو؛ اور

- صلاحیت کار میں اضافہ کرنے کے لیے یوایس ایڈ (USAID) کی مالی معاونت اقلیتی امور کی صوبائی وزارتوں کو فراہم کی جائے اور حکومت پاکستان اور اقلیتی مذہبی برادریوں کے ساتھ مل کر کام کرے تا کہ ملک کے اندر ان کے تحفظ اور حقوق کو یقینی بنانے کے اقدامات کے لیےاتفاق رائے حاصل کیا جا سکے۔